بحث ونظر

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

(قسط۲)

اسلام ...... مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہاپسندی ؟!

ذات پات کی ظالمانہ تفریق

☆ وید (مذہبی سیادت) کیلئے برہمن، حکومت کیلئے چھتری، کاروبار کیلئے ویش اور دکھ اٹھانے کیلئے شودر کو پیدا کیا گیا ہے۔ (۶۲)

☆ جو کچھ اس دنیا میں ہے برہمن کا مال ہے چونکہ وہ خلقت میں سب سے بڑا ہے۔ کل چیزیں اسی کی ہیں۔ (۶۳)

☆ برہمن کو اگر ضرورت ہو تو وہ کسی گناہ کے بغیر اپنے غلام شودر کا مال بہ جبر لے سکتا ہے۔ اس غصب سے اس پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ غلام، صاحبِ جائیداد نہیں ہو سکتا۔ اس کی کل املاک مالک کا مال ہے۔ (۶۴)

☆ سزائے موت کے عوض برہمن کا صرف سر مونڈا جائیگا لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائیگی (۶۵)

☆ شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہی عضو اس کا کاٹ دیا جائے۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کمر پر داغ لگا کر چوتڑ کٹوا کر ملک سے باہر نکال دینا چاہیئے۔ (۶۶)

☆ وید سننے پر دونوں کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ پڑھنے پر زبان کاٹ دو۔ یاد کرنے پر اس کے دل کو چیر دو۔ (۶۷)

اسلام میں عدم تشدد، اعتدال، رواداری اور احترامِ انسانیت کی تعلیم

ارشاداتِ باری تعالیٰ:

☆ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ج قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۶۸)

''دین کے بارے میں کسی پر کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ بے شک ہدایت گمراہی سے جدا کی جا چکی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے سیدھا راستہ بھی بہ وضاحت بیان کر دیا ہے اور گمراہی کے راستے کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اب جو چاہے ہدایت والا راستہ اختیار کر کے رب کی خوشنودی اور جنت کا مستحق ٹھہرے

اور جو چاہے گمراہی کے راستے پر چلے اور خدا کے غضب اور جہنم کا سزاوار ٹھہرے۔ دین قبول کرنے میں کسی پر جبر کرنا اسلام میں روا نہیں ہے۔

---

* ڈائریکٹر مرکزِ تحقیق اسلامی، پشاور

☆ اَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ٥ (۶۹) ’’تو کیا آپ (ﷺ) لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ ایمان لے آدیں۔‘‘

☆ اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (۷۰) ’’اور اپنے رب کی طرف دعوت دو حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور ان کے ساتھ اس طریقہ سے بحث وتمحیص کر جو بہت ہی بہتر ہو‘‘

☆ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (۷۱) ’’پس اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ ﷺ ان کیلئے نرم ہو گئے ہیں اور اگر آپ تُند خو‘ سخت مزاج ہوتے تو یہ تم سے بھاگ کھڑے ہوتے‘‘

☆ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ٥ (۷۲)

’’درگزر کی عادت بنایئے اور نیکی کا حکم کیجئے اور جاہلوں سے چشم پوشی کیجئے‘‘

☆ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ٥ (۷۳)

’’اور جس نے صبر اختیار کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے‘‘

☆ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (۷۴) ’’جواب میں وہی کہو جو اس سے بہتر ہو۔ پھر تو دیکھ لے گا کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوست ہوں گے گرم جوش‘‘

☆ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ٥ (۷۵)

’’(اور جنت کے حقدار وہ پرہیزگار ہیں جو) غصہ کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند رکھتا ہے‘‘

☆ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (۷۶)

’’اور تم برا بھلا مت کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا‘ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بے ادبی اور نا سمجھی میں برا کہہ بیٹھیں‘‘

☆ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط (۷۷)

’’اگر دشمن صلح کی طرف جھک جائیں تو آپ بھی صلح کی طرف جھک جائیں اور اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں‘‘

☆ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ط (۷۸)

’’جس کسی نے کسی انسان کو بغیر نفس کے بدلہ کے یا زمین میں فساد پھیلانے کے قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام

روئے زمین کے انسانوں کو قتل کردیا''

☆ ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا ٥ (۷۹)

''اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو شرافت بخشی ہے اور اس کو خشکی اور تری میں برتری دی ہے اور اسے پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اسے مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت بخشی ہے''

☆ یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثیٰ وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ط ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط ان اللہ علیم خبیر ٥ (۸۰) ''اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور ہم نے تمھاری پہچان کیلئے تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا۔ بیشک تم میں زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے''

☆ یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ط (۸۱)

''اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق طور پر غلو (انتہا پسندی) اختیار مت کرو''

احادیث سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی۔ (۸۲)

(خطبۂ حجۃ الوداع سے ایک اقتباس ہے) ''اے لوگو! تمھارا رب ایک ہے۔ تمھارا باپ (آدمؑ) ایک ہے ۔خبردار کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر یا کسی گورے کو کسی کالے پر اور یا کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں تقویٰ سے فضیلت حاصل ہوتی ہے''

☆ ایاکم والغلو فی الدین انما ھلک من قبلکم بالغلو فی الدین (۸۳)

''مسلمانو! تم اپنے آپ کو دین میں غلو سے باز رکھو اسلئے کہ تم سے پہلی امتیں دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں''

☆ لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب (۸۴)

پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے''

☆ اذا صلی احدکم بالناس فلیخفف فان فیھم الضعیف والسقیم والکبیر واذا صلی احدکم لنفسہ فلیطول ما شاء (۸۵)

''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے کیونکہ جماعت میں کمزور، بیمار اور عمر رسیدہ لوگ

ہوتے ہیں اور جب کوئی تم میں سے اکیلے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے''

تاریخ میں مذہبی انتہاء پسندی کی مثالیں

انسانی تاریخ مذہبی انتہاء پسندی کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ازمنۂ سابقہ میں جب بھی کسی مذہب کے پیروکاروں یا ان میں سے کسی گروہ کو طاقت اور اقتدار ملا ہے اس نے دوسروں کے قتل و غارتگری میں تمام انسانی حدود کو پار کیا ہے۔قتل وقتال اور فساد و غارتگری میں عموماً مذہبی احکام وتعلیمات کو پس پشت ڈال کر ذاتی عناد اور بے جا تعصب سے کام لیا جاتا۔مفتوح قوم کو اول تا آخر فنا کرنا' عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور جانوروں تک تہ تیغ کرنا' کھڑی فصلوں اور درختوں کو تباہ کرنا' اسباب وسامان لوٹ کر آبادی کو آگ لگا دینا اور شہروں و آبادیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا عام شیوہ تھا۔انتقام کا جوش اس پر بھی ٹھنڈا نہ ہوتا بلکہ مقتول سرداروں کے سروں کو کاٹ کر نیزوں میں اُچھالا جاتا' ان سروں کو اپنے سرداروں کے پاس تحفہ کے طور پر بھیجا جاتا اور دشمن کی کھوپڑیوں میں شراب پی کر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔ذیل کے سطور میں تاریخی حوالوں سے اس کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

یہود ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اپنے انبیاءؑ سے باغی رہے ہیں۔پیسہ اور دنیاوی جاہ وجلال کی محبت میں ہمیشہ وہ تمام مذہبی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔اس کی پاداشت میں ان پر تاریخ میں کئی تباہیاں آپڑی ہیں۔ ہمیشہ ملک بدر کئے گئے ہیں۔الٰہی غضب و پھٹکار کے نتیجہ میں صرف یروشلم میں ۹۵۷ قبل مسیح میں پانچ لاکھ یہودی مارے گئے۔۱۱۷ ق م میں ایک لاکھ بیس ہزار قتل کئے گئے۔۱۰۷ ق م میں چالیس ہزار ذبح کئے گئے۔۱۳۵ ق م میں پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی ہلاک کئے گئے۔۷۰ ق م میں یروشلم ہی میں گیارہ لاکھ یہودی تہ تیغ کئے گئے۔(۸۶) نیرو نے ۶۴ء میں عیسائیوں پر جو ظلم روا رکھے اس کا اندازہ کچھ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کو جانوروں کی کھال میں بھروا کر کتوں کے آگے ڈال دیا۔کچھ کو گرم تارکول کی چادریں پہنائی گئیں اور انہیں شاہراہوں پر مشعل کی طرح کھڑا کر کے جلا دیا گیا۔عیسائیوں کے بدن کی چربی سے اپنے لئے موم بتیاں بنا کر ان کی روشنی میں وہ یہ بھیانک تماشہ دیکھتا تھا۔(۸۷) ۷۰ عیسوی میں طیطس رومی نے بیت المقدس کو فتح کر کے شہر کی تمام نوجوان لڑکیوں کو فاتحین میں تقسیم کر دیا۔جوان مردوں کو جنگلی جانوروں سے پھڑوا دیا۔ستانوے ہزار آدمی گرفتار کئے۔جن میں سے گیارہ ہزار بھوک کی تاب نہ لا کر مر گئے۔کل ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔(۸۸) خسرو پرویز نے ۶۴۵ء میں بیت المقدس کو فتح کیا تو کلیسائے قسطنطین اعظم میں آگ لگا دی۔مقدس صومعوں اور معبدوں کے جواہرات لوٹ لئے۔بیت المقدس میں قتل عام کا حکم دیا اور نوے ہزار عیسائی مفتوحین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔اس کے جواب میں ہرقل نے جب ایران پر حملہ کیا تو پورے ارمیان شہر کو پیوندِ خاک کر دیا۔اور قیصر جسٹینین نے جب افریقہ کے ونڈالوں پر حملہ کیا تو اس نے پانچ لاکھ کی اس پوری آبادی کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔(۸۹) اسلام سے قبل ذونواس نے یمن میں

خندق کھدوائی اور بیس ہزار کے قریب ان عیسائیوں کو زندہ جلوا دیا جنہوں نے یہودیت اختیار کرنے سے انکار کیا تھا۔(۹۰) خودعرب منتشر قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا تھا۔ معمولی معمولی باتوں پر تلواریں نکل پڑتیں اور کشت وخون کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا۔ اسلام سے قبل قبیلۂ بکراور تغلب بن وائل دو قبیلوں کے درمیان حرب البسوس کے نام سے ایک لڑائی چھڑی جس میں بے انتہا جانیں ضائع ہوئیں یہ لڑائی چالیس سال تک چلتی رہی اس لڑائی کا سبب بسوس نامی بڑھیا کی ایک اونٹنی تھی۔(۹۱) قبیلۂ عبس وذبیان کے دو نوجوانوں نے داحس وغبراء نامی گھوڑوں پر مقابلہ کیا۔ جب داحس، غبراء سے آگے نکلنے لگا تو قبیلہ ذبیان کے جوانوں نے شکست کے ملال سے مخالف گھوڑے پر حملہ کر دیا۔ اس پر دونوں قبیلوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ جو چالیس برس تک جاری رہی۔(۹۲) بقول الطاف حسین حالی:

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لبِ جُو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یوں ہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں — اور چلتی ہی رہتی تھی تلوار ان میں (۹۳)

اسی طرح تاریخ شاہد ہے کہ عیسائیوں نے جب بھی مسلمان پر غلبہ پایا ہمیشہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ہیں۔

عیسائی سیرت نگار جان بیگٹ (John bagot) اپنی کتاب "The Life and time of muhammad" میں رقمطراز ہے۔ کہ ''۱۰۹۹ء میں جب عیسائیوں نے یروشلم کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا''۔(۹۴)

اس واقعہ کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی ''الفاروق'' میں فرماتے ہیں۔

عیسائیت کا اصل چہرہ یہ ہے کہ یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے کہ اس وقت دل ہلا دینے والے شور وغل میں کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ مسجد عمر کے صحن میں خون، سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔ ستر ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ اسکے برعکس مسلمانوں کا طرز عمل ملاحظہ کیجئے کہ فلسطین کی فتح کے بعد جب حضرت عمرؓ شہر میں داخل ہوتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ عبادتگاہوں کو مسمار نہ کرو، اور پھر آپؓ وہاں کے بشپ کی اجازت حاصل کر کے انکے گرجے میں نماز ادا کرتے ہیں۔(۹۵)

ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں نے سپین (اندلس) پر پُر امن حکومت کی ہے مگر جب ۱۴۹۲ء میں وہاں عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کیساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا۔ اس سلسلے میں مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آمسٹرانگ (Karren Armstrong) اپنی کتاب "The battle for God" میں لکھتی ہیں۔

''۱۴۹۹ء میں سپین میں رہنے والے مسلمانوں سے کہا گیا کہ یا تو وہ عیسائیت قبول کرلیں یا پھر سپین سے نکل

جائیں۔اس طرح چند صدیوں تک یورپ مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔۔۔۔یہودیوں کو بھی کہا گیا کہ یا تو عیسائیت قبول کرلیں یا سپین سے نکل جائیں۔بہت سے یہودیوں (۷۰،۰۰۰) نے عیسائیت قبول کی۔تاہم اسی ہزار یہودی سرحد پار کر کے پرتگال چلے گئے جبکہ پچاس ہزار یہودی نئی مسلمان عثمانی سلطنت کو فرار ہو گئے''۔ (۹۶)

وہ عیسائیوں کے تعصب کے بارے میں مزید لکھتی ہیں۔ ''اسلامی ریاست (سپین) میں یہودیت' عیسائیت اور اسلام چھ صدیوں سے بھی زیادہ طویل عرصہ تک امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہے۔تاہم جوں جوں عیسائی فوجیں اسلامی علاقوں کو فتح کرتی گئیں ان کے ساتھ ساتھ سامیّت (یہودیت) دشمنی بھی پھیلتی گئی۔۱۳۷۸ء اور ۱۳۹۱ء میں یہودیوں پر عیسائیوں نے حملے کئے وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے بپتسمہ کرنے کے مقامات پر لے جاتے اور موت سے ڈرا کر عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کرتے۔عیسائیت قبول کرنے والوں کو اس کے باوجود Marranos (خنزیر) کہا جاتا تھا''۔ (۹۷)

New Encyclopeabia Britannica کا مقالہ نگار لفظ '' Spain '' کے تحت لکھتا ہے۔

''۱۴۹۲ء میں سپین میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا ان میں سے تقریباً ۳۰ ہزار کو سزائے موت ملی اور ۱۲۰۰۰ کو زندہ جلا دیا گیا۔''(۹۸)

اس طرح عیسائیوں نے وہاں کے دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ کیا رویہ اپنایا۔معروف سکالر محمد مارماڈیوک پکتھال نے اپنی کتاب اسلامی کلچر میں لکھا ہے کہ ہسپانیہ' صقلیہ اور اپالیہ میں مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ ان ممالک میں مسلمانوں کا نام لینے والا بھی باقی نہ رہا اور یونان کی ۱۸۲۱ء کی بغاوت میں مسلمانوں کو یوں چن چن کر قتل کیا گیا کہ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور ان کی مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ (۹۹)

عیسائیت میں پاپائے روم کو غیر معمولی اختیارات حاصل تھے۔وہ لوگوں کے گناہوں کو بخشتا اور جنت و دوزخ کی ڈگریاں عطا کرتا۔مارٹن لوتھر نے سولہویں صدی عیسوی میں اس کے خلاف علَم بغاوت بلند کیا۔''مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ'' کے مؤلف ڈاکٹر محمد دین لکھتے ہیں۔

''مارٹن لوتھر ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا وہ پروٹسٹنٹ فرقے کا بانی تھا۔جس نے پاپائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔اس نے اپنی زندگی میں سب سے پہلے مغفرت ناموں کی تجارت کے خلاف آواز بلند کی۔اس نے پوپ کے غیر معمولی اختیارات کے خلاف بغاوت کردی اور بپتسمہ اور عشاءِ ربانی کے سوا ان تمام رسوم کو من گھڑت قرار دیا جو رومی کلیساء نے ایجاد کر رکھی تھی''۔ (۱۰۰) لوتھر کی مصلحانہ تحریک کے ردعمل میں خود عیسائیوں نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔اس کی تفصیل عبدالحمید قادری اپنی تالیف "Dimentions of Christianity " میں بیان کرتے ہیں۔

''مارٹن لوتھر کی احتجاجی تحریک میں انگلستان کے ۲۸۶ مذہبی علماء کو زندہ جلا دیا گیا۔سپین میں ۲۳۰۰۰ ' نیدر لینڈ میں ۵۰،۰۰۰ اور دیگر یورپی ممالک میں ۲۵۰۰۰ سے زائد کو قتل کیا گیا۔تاریخ انسانیت میں رومن چرچ نے جو مذہبی انتہاء پسندی کی حد کر دی تھی اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی ''(۱۰۱)

آج دنیا کو افہام و تفہیم اور برداشت کا سبق دینے والے عیسائیوں نے ماضی میں جو تفرقہ بازی اور مذہبی انتہاء پسندی کی حد کر دی تھی اس کا نقشہ انگریز مؤرخ آئیل ڈیورنٹ یوں پیش کرتے ہیں۔''سترہویں صدی عیسوی میں یورپ کے مختلف ممالک میں لڑی جانے والی طویل ترین جنگ جس میں جرمنی' فرانس' آسٹریا' سویڈن وغیرہ نے حصہ لیا۔۱۶۱۸ء سے لے کر ۱۶۴۸ء تک مسلسل ۳۰ برس جاری رہنے والی جنگ کو ''سی سالہ جنگ'' کا نام دیا جاتا ہے۔اس میں صرف جرمنی کے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد مارے گئے۔طویل ترین جنگ عیسائیوں کے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان لڑی گئی جو بعد ازاں ایک صلح نامہ کے نتیجہ میں اختتام پذیر ہوئی۔''(۱۰۲)

عالمی طاقتوں کا مسلمانوں کے خلاف رے میں ہمیشہ اتفاق رہا ہے۔۱۸۱۵ء میں منعقد ہونے والے مقدس اتحاد (Holy Allaince) میں جس میں روس' جرمنی اور کروشیا کے سربراہان نے شرکت کی تھی تین اصول طے کئے گئے۔جو عالمی سطح کی ناانصافیوں کی بنیاد ثابت ہوئے۔ان اصولوں میں ایک یہ تھا کہ یورپ اور اس کے قرب وجوار میں کسی مسلمان طاقت کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے گا۔(۱۰۳) اس کے علاوہ بیسویں صدی کی بڑی جنگوں پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ :

☆ روس میں سوشلزم کے انقلاب میں تقریباً چار کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔

☆ چین میں کمیونزم نافذ کرنے کیلئے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی دی گئی۔

☆ کوریا میں صرف دو سال میں ۵۰ لاکھ مرد اور عورتیں ہلاک ہوئیں۔

☆ امریکہ و جاپان کی جنگ ۱۹۴۵ء میں امریکہ کی طرف سے جاپان پر دو ایٹم بم گرائے گئے جس سے ہیروشیما میں ۷۰ ہزار افراد اور ناگاساکی میں ۴۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے اور زخمی و مستقل معذور ہونے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

عالمی امن کی علمبردار مغربی دنیا نے جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم کی صورت میں دو دفعہ پوری دنیا کو تباہی کی بھٹی میں جھونکا۔چنانچہ ۱۴ راگست ۱۹۱۴ء کو جنگ عظیم اول کا میدان جنگ گرم کیا گیا جو بعد ازاں ۱۵۶۵ دنوں تک جاری رہی۔اس جنگ میں ساڑھے چھ کروڑ افراد دھکیلے گئے۔ایک کروڑ فوجی میدان میں مارے گئے۔ڈیڑھ کروڑ شہری قتل ہوئے۔دو کروڑ سے زائد افراد دائمی معذور ہوئے۔لاکھوں بچے یتیم ہوئے۔پچاس لاکھ عورتیں بیوہ ہوئیں۔لاکھوں عورتیں' بچے' فوجی اور شہری لاپتہ ہوئے۔(۱۰۴) .... (جاری ہے)